www.xtrapapers.com

Diploma Programme
Programme du diplôme
Programa del Diploma

Urdu A: literature – Standard level – Paper 1
Ourdou A : littérature – Niveau moyen – Épreuve 1
Urdu A: literatura – Nivel medio – Prueba 1

Friday 8 May 2015 (afternoon)
Vendredi 8 mai 2015 (après-midi)
Viernes 8 de mayo de 2015 (tarde)

1 hour 30 minutes / 1 heure 30 minutes / 1 hora 30 minutos

Instructions to candidates

- Do not open this examination paper until instructed to do so.
- Write a guided literary analysis on one passage only. In your answer you must address both of the guiding questions provided.
- The maximum mark for this examination paper is **[20 marks]**.

Instructions destinées aux candidats

- N’ouvrez pas cette épreuve avant d’y être autorisé(e).
- Rédigez une analyse littéraire dirigée d’un seul des passages. Les deux questions d’orientation fournies doivent être traitées dans votre réponse.
- Le nombre maximum de points pour cette épreuve d’examen est de **[20 points]**.

Instrucciones para los alumnos

- No abra esta prueba hasta que se lo autoricen.
- Escriba un análisis literario guiado sobre un solo pasaje. Debe abordar las dos preguntas de orientación en su respuesta.
- La puntuación máxima para esta prueba de examen es **[20 puntos]**.

2215 – 0219

© International Baccalaureate Organization 2015

International Baccalaureate
Baccalauréat International
Bachillerato Internacional

www.xtrapapers.com

صرف **ایک** اقتباس پر ہدایات کے مطابق ادبی تجزیہ لکھیئے۔ آپ کا تجزیہ آپ کی رہنمائی کے لئے فراہم کردہ دونوں سوالات کی روشنی میں ہونا لازمی ہے۔

.1

یکایک روشنیاں گلِ ہوئیں اور کھیل شروع ہوا۔

یہ ایک نوجوان۔۔۔سروج کمار سَین۔۔۔ کی داستانِ الم تھی۔ سروج ایک آتش نوا مغنّی اور سحر نگار مصور تھا۔ وہ دنیا اور دنیا والوں سے متنفّر تھا اور اپنا سارا وقت اپنے تصویر خانے میں گزارتا تھا۔ یہاں وہ تصویریں بنایا کرتا۔ اپنے خیالات کو رنگین نقوش کی صورت میں صفحۂ قرطاس پر جلوہ گر کرتا اور جب اس شغل سے طبیعت اکتاتی تو ستار اٹھا لیتا اور نغمہ سرائی سے اپنا جی بہلاتا۔ اُسے اپنی بیوی آشا سے دیوانہ وار محبت تھی۔ وہ نو عمر تھی، تعلیم یافتہ تھی، اور غیر معمولی حسن کی مالک تھی۔ مگر آشا کو فن سے کوئی لگاؤ نہ تھا اور اسی لیے سروج کی دلچسپیاں اس کی دلچسپیاں نہ تھیں۔ وہ اپنا بیشتر وقت گھر سے باہر ان نوجوانوں کے ساتھ گزارتی جو سروج کی طرح عزلت پسند نہ تھے بلکہ دنیا اور زندگی کا لطف اٹھانا جانتے تھے۔ یہی سروج کی زندگی کی سب سے بڑی ٹریجڈی تھی۔ اسی سے اس کی موسیقی میں سوز تھا اور اسی سے نقاشی کے نادر نمونے وجود میں آتے تھے۔

کہانی آگے بڑھ رہی تھی۔ مناظر یکے بعد دیگرے سرعت کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آرہے تھے۔ سروج کا تصویر خانہ تو اکثر پیشِ نظر رہتا۔ کیا بات تھی اس آرائش کی! وہ مصوری کے شاہکار، فنِ بت گری کے حیرت انگیز کارنامے، وہ مختلف آلاتِ موسیقی، وہ نرالی وضع کا حسین و جمیل فرنیچر۔۔۔ کیوں نہ ہو ایک حسن پرست آرٹسٹ کا کمرہ تھا۔ آشا کی خواب گاہ بھی کچھ کم آراستہ نہ تھی۔ اُس کا حُسن سروج کے تصویر خانے کے حسن سے کچھ زیادہ ہی تھا اور آشا کے ملبوسات! ارے توبہ! کون کہہ سکتا تھا کہ اُس کی ساڑھیاں دنیا کی بہترین صنعت کے بہترین نمونے نہیں ہیں اور پھر وہ موٹر جس میں بیٹھ کر آشا اپنے دوستوں سے ملنے جایا کرتی تھی! ارے رے رے! ایسی شاندار موٹر تو میں نے زندگی بھر میں نہیں دیکھی۔ آشا کے زندہ دل دوست بھی آشا اور اس کے شوہر سے حیثیت میں کم نہ تھے۔ کیسی کیسی کوٹھیوں میں رہتے تھے وہ! ہمیں تو خواب میں بھی ایسی کوٹھیاں دیکھنے کو نہیں ملتیں۔

میں ان مناظر کے مطالعے سے بقدرِ استعداد مستفید ہوتا رہا۔ لیکن ایک مسٔلہ مجھے برابر پریشان کیے ہوئے تھا- میری سمجھ میں یہ نہ آیا کہ یہ لوگ۔۔۔ سروج، آشا اور آشا کے مختلف دوست۔۔۔ اسی دنیا کے باشندے ہیں یا کسی دوسری دنیا سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا سارا وقت توگیت گانے، تصویریں بنانے، اور عشق و عاشقی کرنے میں صرف ہوتا ہے، پھر یہ اپنا روزگار کس وقت کرتے ہیں؟ آخر ان کا ذریعہ معاش کیا ہے؟ یہ بےاندازہ دولت جو ان کی بے اندازہ ضروریات کو پورا کرتی ہےآخر آتی کہاں سے ہے؟ کہانی میرے ان سوالوں کا جواب دینے سے قطعی قاصر تھی۔

اتنے میں ایک نیا منظر پردۂ سیمیں پر ظاہر ہوا۔ آشا اپنے شوہر کو چھوڑ کر ایک دوست کے گھر چلی گئی ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ آشا بیدار ہوتی ہے۔ وہ اپنے نرم و گداز بستر میں لیٹی ہوئی ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے

www.xtrapapers.com

ایک ناشگفتہ کلی نازک اور شاداب پتیوں کی آغوش میں! وہ ہتھیلیوں سے اپنی آنکھیں ملتی ہے اور لیٹے لیٹے کمرے کے ساز و سامان پر ایک نظر ڈالتی ہے۔ اُس کے ارد گرد کی فضا انتہائی تکلّف آمیز اور عیاشانہ ہے۔ پھر وہ انگڑائی لے کر اُٹھ بیٹھتی ہے اور اپنے سرہانے کی طرف ہاتھ بڑھا کر کوئی پیچ سا گھماتی ہے جس سے کھڑکی کے پردے سمٹ جاتے ہیں اور طلوع ہوتے ہوئے سورج کی کرنیں کھڑکی کے شیشوں میں سے گزر کر اندر داخل ہوتی ہیں۔ اُس کی مسہری کے پاس ایک ریڈیو رکھا ہے۔ زمین سے تقریباً ڈیڑھ گز بلند! وہ اُس کی کوئی کل دباتی ہے۔ کمرہ لطیف اور شیریں موسیقی سے لبریز ہو جاتا ہے۔ اُس کا دوست مسکراتا ہوا کمرے میں آتا ہے اور اُس کے پاس شانے سے شانہ ملا کر بیٹھ جاتا ہے۔ تھوڑی دیر میں ریڈیو کی موسیقی بند ہو جاتی ہے اور دو محبت کرنے والوں کا گیت شروع ہو جاتا ہے۔

میں یہ سب دیکھ کر جھلّا گیا۔ آخر کیا مذاق ہے یہ؟ کیا اسی کا نام زندگی ہے؟ کیا یہی وہ زندگی ہے جو پردۂ سیمیں پر مرکوز ہو گئی ہے اور جس کے مطالعے سے لوگ اپنے تجربات کو وسعت دیتے ہیں؟ نہیں، یہ ہرگز زندگی نہیں ہے۔ یہ ایک صریحی فریب ہے، کھلا ہوا دھوکا ہے، مکارانہ جھوٹ ہے!

اس وقت میرے جی میں آئی کہ جس جگہ بیٹھ ہوں اُسی جگہ کھڑا ہو جاؤں اور ان تماشائیوں سے پکار پکار کر کہوں، "تم بے وقوف ہو، نا معقول ہو، تمہاری عقل پر پتھر پڑ گئے ہیں۔ تم جسے زندگی سمجھ رہے ہو وہ زندگی کی پرچھائیں بھی نہیں ہے۔ وہ ایک فریب ہے جس میں تمہارا مبتلا ہونا تمہاری موت ہے۔ اگر تم زندگی کو دیکھنا چاہتے ہو تو باہر جاؤ۔۔۔ اس تماشگاہ کی اُونچی اُونچی دیواروں سے باہر۔۔۔ وہاں تم زندگی کو دیکھو گے اور زندگی کے ڈرامے کو بھی! نا معقول کہیں کے! بے وقوف!۔۔۔"

آخری لفظ میری زبان سے ذرا بلند آواز میں نکل گیا۔

"ٹھیک تو کہتا ہے، اس میں بےوقوفی کی کیا بات ہے!"

رام سنگھ بولا۔ وہ پردے پر آشا اور اس کے دوست کی گفتگو نہایت غور سے سُن رہا تھا۔

"میں جاتا ہوں رام سنگھ!" میں نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"کہاں؟" اُس نے پردۂ تصویر سے اپنی نظریں ہٹائے بغیر پوچھا۔

"باہر"۔

وہ ہائیں ہائیں کرتا رہ گیا اور میں کُودتا پھاندتا ہال سے باہر نکل گیا۔

دروازے پر سیڑھیوں کے پاس ایک نوجوان بھکارن تین چار برہنہ بچوں کو لیے کھڑی تھی اورذرا آگے ، سامنے سڑک پر زندگی کا دریا تیزی کے ساتھ بہہ رہا تھا!!

اختر انصاری، فریب، (۱۹۳۹)

(ا) اس اقتباس میں مصّنف نے جس انداز سے اپنے افسانے کے مرکزی خیال پر روشنی ڈالی ہے اس پر تبصرہ کیجیے۔

(ب) اس اقتباس میں موضوعات کو آگے بڑھانے کے لیے زبان اور ادبی محاسن کا استعمال جس انداز میں کیا گیا ہے اس کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟

www.xtrapapers.com

.2

نقشِ خیال دل سے مٹایا نہیں ہنوز
بے درد میں نے تجھ کو بھُلایا نہیں ہنوز
تیری ہی زُلفِ ناز کا اب تک اسیر ہوں
یعنی کسی کے دام میں آیا نہیں ہنوز
یادش بخیر جس پہ کبھی تھی تیری نظر
وہ دِل کسی سے میں نے لگایا نہیں ہنوز
محرابِ جاں میں تُو نے جلایا تھا خود جسے
سینے کا وہ چراغ بجھایا نہیں ہنوز
بے ہوش ہو کے جلد تجھے ہوش آگیا
میں بد نصیب ہوش میں آیا نہیں ہنوز
تُو کاروبارِ شوق میں تنہا نہیں رہا
میرا کسی نے ہات بٹایا نہیں ہنوز
گردن کو آج بھی تری بانہوں کی یاد ہے
یہ منتوں کا طوق بڑھایا نہیں ہنوز
مر کر بھی آئے گی یہ صدا قبرِ جوشؔ سے
بےدرد میں نے تجھ کو بھُلایا نہیں ہنوز

جوش ملیح آبادی، جوش ملیح آبادی کی شاعری، (۲۰۰۷)

(ا) اس غزل میں جذبات اور احساسات کی پیشکش پر تبصرہ کیجیے۔

(ب) اس غزل کے مرکزی خیالات کو ابھارنے کے لیے شاعر غزل کے روایتی پہلوؤں کا استعمال جس انداز میں کرتا ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟